ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد ۷۲ شمارہ ۵۰ ۱۵ تا ۲۱ دسمبر ۲۰۰۰ء ۱۸ تا ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

بابری مسجد کے قاتلوں اڈوانی، جوشی اور اوما بھارتی کو

مرکزی وزارت سے برطرف کیا جائے

ہندوستان کے انصاف پسند عوام کا مطالبہ

پارلیمنٹ میں اپوزیشن سیاسی پارٹیوں اور پارلیمنٹ سے باہر ہندوستان کے انصاف پسند عوام کا یہ مطالبہ سو فیصد حق بجانب ہے کہ بابری مسجد کی شہادت میں اہم کردار ادا کرنے والے ان فرقہ پرست لیڈروں کو جو مرکزی وزارت کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، مرکزی وزارت سے فوراً برخاست کیا جائے تاکہ تحقیقاتی ایجنسیاں آزادانہ طور پر اپنا کام انجام دے سکیں۔ —— محمد سالم جامعی

۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہندو انتہا پسندوں اور نام نہاد رام سیوکوں نے اجودھیا میں دن کے اجالے میں ڈنکے کی چوٹ پر اور اس وقت کی مرکزی و ریاستی حکومتوں کی مسلسل یقین دہانیوں اور حلف ناموں کے باوجود جس طرح مسلمانوں کی پانچ سو سالہ تاریخی عبادتگاہ بابری مسجد کو شہید کر ڈالا تھا وہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک ایسا سیاہ ترین باب ہے جس کی کالک آج آٹھ سال بعد بھی ہر ہندوستانی کے چہرہ پر صاف نظر آرہی ہے۔

ہندوستان ایک آزاد اور جمہوری ملک ہے۔ یہاں دستور کی حکمرانی ہے اور دستور نے یہاں کے عوام کو جو حقوق عطا کئے ہیں ان کی پاسداری ضروری ہے پھر یہ ملک اپنی رنگا رنگ تہذیبوں اور مذہبوں کے درمیان رواداری کیلئے ہمیشہ ہی مشہور بھی رہا ہے پھر یہ کیوں ہوا کہ سماج کا ایک حصہ خود اپنے ہی دست و بازو سے ٹکرانے پر آمادہ ہو گیا اور نام نہاد بھاجپائیوں کا سہارا لے کر ایک پانچ سو سالہ تاریخی حقیقت کو نیست و نابود کرنے پر آمادہ ہو گیا اور یہ جانتے ہوئے آمادہ ہو گیا کہ ہندوستان میں اقلیتوں کے بھی اپنے مذہبی و آئینی حقوق ہیں اور دستور ہند نے انہیں بھرپور تحفظ بھی فراہم کیا ہے۔

اگر چہ اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں ہے کہ ہندوستان میں ہمارے برادران وطن کی اکثریت آج بھی ہندو مسلم اتحاد کی اپنی پرانی روایات سے واقف اور ان کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ اس کی نظر میں آج بھی ہندوستان کا مستقبل ملک کے ہمہ جہتی اتحاد کے ساتھ وابستہ ہے اسے پورا یقین ہے کہ اگر ملک کا اتحاد اور اس کی یکجہتی ختم ہو گئی تو نہ صرف ہندو اور مسلمان تقسیم ہو جائیں گے بلکہ اس ملک میں بے شمار فرقے بھی جن کی اپنی اپنی روایات اور قدریں ہیں پھر ایک ساتھ نہ رہ سکیں گے جس کا نتیجہ وہی ہوگا جو سوویت یونین کی شکست و ریخت کی شکل میں ہمارے سامنے آچکا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ناقابل انکار ہی ہے کہ ہمارے بزدل سیاستدانوں کی بازیگری اور حصول اقتدار کے آسان راستوں کی ان کی تلاش نے ہندو سماج کے ایک اچھے خاصے طبقے کو یہ باور کرانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے کہ ہندی، ہندو، ہندوستان لازم و ملزوم نام ہیں اور ہندوستان اسی وقت ہندو راشٹر بن سکتا ہے جب اس ملک سے اقلیتوں اور ان کی پہچانوں کو ختم کر دیا جائے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ رام کہاں پیدا ہوئے تھے اور اجودھیا سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تاریخی حقائق کیلئے تمام فرقہ پرستوں کو جواب دے رہے ہیں۔ ہمارا سوال تو یہ ہے کہ جب یہ معاملہ بطور سازش ہی کی کورٹ میں چلا گیا تھا اور حق ملکیت کے سوال پر آخر بات مرکوز ہو گئی تھی تو دستور اور عدالتی احترام کا دم بھرنے والے ان بزدل سیاستدانوں نے آخر ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اجودھیا میں ہندو انتہا پسندوں کے اس ہجوم کو غفیر کرآنے کی دعوت کیوں دی تھی؟

سچی بات یہ ہے کہ ہندوستان کی فرقہ پرست طاقتوں اور ان کے آقاؤں ایل کے اڈوانی کو یہ یقین ہو چلا تھا کہ اب ہندوستان میں وہ اپنی آخری باری کھیل رہے ہیں وہ ۱۹۸۵ء کے پارلیمانی انتخابات میں دیکھ چکے تھے کہ پارلیمنٹ میں ان کی تعداد دو تک سمٹ کر رہ گئی ہے اور اگر انہوں نے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کا خوف پیدا نہ کیا تو ہندو ان کے گرد جمع نہ ہو سکے گا اور آخر کار وہ اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ اپنی اسی بقاء کی جدوجہد کیلئے ہندوستان میں فرقہ پرستوں کے سرغنہ لال کرشن اڈوانی نے سومناتھ یاترا نکالی جس کے دوران ہندوؤں کو اشتعال دلا دلا کر یاترا کے راستوں میں ہندو مسلم فسادات کرائے گئے اور اجودھیا میں رام مندر کے تنازعہ کو ہوا دے کر ہندو انتہا پسندوں کو یہ سمجھایا گیا کہ رام مندر کا معاملہ خالص ہندو عقیدے اور ہندو جذبات کا معاملہ ہے اور اگر اس وقت اقدام کر کے اور بابری مسجد کو گرا کر وہاں رام مندر نہ بنایا گیا تو اب کے بعد شاید کبھی یہ موقع میسر نہ آسکے گا۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اسی یاترا کی یہ رہ نمائی تھی کہ لاکھوں کی تعداد میں انتہا پسند ہندو اجودھیا پہنچ گئے اور انہوں نے بابری مسجد پر حملہ کر دیا اور ہمیں یقین ہے کہ اگر اس وقت کی ملائم سنگھ کی حکومت حملہ آوروں پر گولی چلانے کا حکم نہ دیتی تو یہ نام نہاد کار سیوک شاید مزید ایک سال کا انتظار کرنے کی زحمت گوارا نہ کرتے۔ جنتا دل کے انتشار اور سماجی انصاف کے نام نہاد علمبرداروں کی انا کی وجہ سے ملائم حکومت ختم ہو گئی اور نئے انتخابات جب اتر پردیش میں ہوئے تو وہی ہوا جس کے لئے یہ فرقہ پرست بابری مسجد کو شہید کر ڈالنا چاہتے تھے۔ بی جے پی اقتدار میں آگئی اور اس کے وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے کار سیوکوں کو کھلی چھوٹ دے دی کہ وہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اجودھیا پہنچ کر کسی خوف خطر کے بغیر اپنے مشن کو مکمل کریں۔ حالانکہ یہی وہ کلیان سنگھ تھے جنہوں نے باقاعدہ حلف نامہ سپریم کورٹ تک میں حلف دے کر داخل کر کے یہ یقین دلایا تھا کہ بابری مسجد کی مکمل حفاظت کی جائے گی۔ آج مسٹر کلیان سنگھ مسلمانوں میں گھس پیٹھ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بابری مسجد کی شہادت کی ذمہ داری بی جے پی اور سنگھ کی مرکزی قیادت پر ڈال رہے ہیں جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اپنی مرکزی قیادت کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس سیاہ ترین حادثہ کے برابر کے ذمہ دار ہیں۔

۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو جب بابری مسجد کو انتہا پسند نام نہاد کار سیوک شہید کر رہے تھے اس وقت اجودھیا میں بی

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

ضروری اطلاع

جیسا کہ آپ کو اخبارات و دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۰ء سے محکمہ ڈاک کے ملازمین غیر معینہ مدت کی ہڑتال پر ہیں۔ ہفت روزہ الجمعیۃ کا شمارہ ۴۹ حوالہ ڈاک ہو چکا ہے مگر دوسری ڈاک کی طرح وہ بھی ڈاک خانہ میں پڑا ہوا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اخبار آپ تک ہڑتال کھلنے کے بعد ہی پہنچ سکے گا۔ اسی طرح اس کے بعد کے پرچے بھی آپ تک دیر میں ہی پہنچیں گے، جس کے لئے ادارہ اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے اور امید رکھتا ہے کہ جب بھی آپ کے پاس ہفت روزہ الجمعیۃ پہنچے گا آپ اسے ادارہ کی معذرت قبول فرمائیں گے

"ادارہ"

چھپن مسلم ملکوں پر مشتمل تنظیم اسلامی کانفرنس کا متفقہ فیصلہ

تمام مسلم ملک اسرائیل سے اپنے تعلقات منقطع کرلیں

[illegible]

مسلمان کولمبس سے پہلے ہی امریکہ پہنچ گئے تھے

[illegible]

جواهر القرآن

سورہ توبہ : ۹
ترجمہ آیات : ۹۷-۹۸

حضرت شیخ الہند

○ گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کیے اللہ نے اپنے رسول پر (ف۱) اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (ف۲)

○ اور بعضے گنوار ایسے ہیں کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر زمانہ کی گردشوں کا انہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (ف۳)

فوائد: ——— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(ف۱) [illegible]

(ف۲) [illegible]

(ف۳) [illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سماجی انصاف کا علمبردار
جنتادل ایک بار پھر تقسیم

پچھلے ۲۶ر نومبر کو باضابطہ طور پر ملک کو تین وزرائے اعظم دینے والا جنتادل ایکبار پھر تقسیم ہوگیا۔ اس مرتبہ بھی تقسیم کا سہرا پارٹی کے سینئر لیڈر اور مرکزی مواصلات مسٹر رام ولاس پاسوان کے ہی سر رہا۔ مسٹر پاسوان ایک طویل عرصہ سے جنتادل کی قیادت کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیل رہے تھے۔ انھوں نے اگرچہ بظاہر قیادت کے کام کے طور طریقوں کو نشانہ بنایا تھا مگر ان کا اصل نشانہ پارٹی کے صدر مسٹر شرد یادو ہی تھے جن کے ساتھ ان کی دیرینہ مخاصمت تھی اور جو ان کی سیاسی جوڑ توڑ کو ناکام بناتے ہوئے پارٹی کے دوسرے لیڈروں کو اپنا ہمنوا بنا کر پارٹی کے صدر بن بیٹھے تھے۔

حالانکہ مسٹر پاسوان کے اعلان کے مطابق ان کی نئی پارٹی کا جنم ۸ر نومبر کو ہونا تھا مگر چونکہ انھیں پارلیمنٹ کے تین ممبروں کی حمایت ۲۶ر نومبر کو ہی حاصل ہو گئی تھی اس لیے انھوں نے مجوزہ تاریخ کا انتظار کیے بغیر ۲۶ر نومبر کو ہی اسپیکر سے ملاقات کر کے اپنی نئی پارٹی کا انکشاف کر دیا اور ان سے درخواست کی کہ ان کے حامی ممبران پارلیمنٹ کو "جن شکتی پارٹی" کا ممبر تصور کیا جائے اور ان کے لیے جنتادل سے علیحدہ سیٹیں الاٹ کی جائیں۔ اسپیکر نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم بھی کر لیا ہے اور چونکہ مسٹر پاسوان کے ساتھ دس میں سے چار ارکان ہیں اس لیے اسے جنتادل کی باضابطہ تقسیم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر شرد یادو اور مسٹر پاسوان دونوں ہی کا مرکز سیاست بہار ہے۔ اب ظاہر ہے یہ دونوں لیڈر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں بہاری سیاست کا ہی استعمال کریں گے۔ اب کون کسے نیچا دکھاتا ہے یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا اور کوئی پیش قیاسی اس سلسلے میں ابھی قبل از وقت ہی ہوگی۔ اس لیے کہ اگر مسٹر رام ولاس پاسوان کے ساتھ عوامی طاقت کا ایک حصہ ہوگا تو مسٹر شرد یادو کے ساتھ بھی دروں خانہ مسٹر لالو پرشاد یادو کی طاقت ہوگی اور چونکہ یادو برادران جوڑ توڑ کی سیاست کے زبردست ماہر سمجھے جاتے ہیں اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ اس سیاسی لڑائی میں شرد یادو کا ہی پلڑا بھاری رہے گا۔

یہ بات افسوس کے ساتھ ہی نوٹ کی جائے گی کہ جنتادل کی یہ تقسیم ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے جب ایک طرف جنتادل کے منتشر عناصر کو ایک بار پھر متحد کرنے کی کوشش شروع کی جا چکی تھی اور بعض منتشر عناصر دوبارہ اصل پارٹی کی طرف لوٹ رہے تھے۔ مسٹر رام کرشن ہیگڑے جو جنتادل کے بنیادی رہنماؤں میں سے ہیں برابر اس بات کے لیے کوشاں تھے کہ جنتادل کے منتشر عناصر ایک بار پھر اپنے اصل مرکز پر لوٹ آئیں تاکہ جنتادل ایک بار پھر زندہ، توانا اور ایک مضبوط سیاسی طاقت کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آسکے۔ اس کے ساتھ ہی سابق وزرائے اعظم مسٹر وی پی سنگھ، چندر شیکھر، دیوی گوڑا اور اندر کمار گجرال کی بھی یہ خواہش تھی کہ تیسرا محاذ زندہ ہو اور جنتادل ایک بار پھر اس کی قیادت کرے اور مسٹر پاسوان کے اس قدم سے ان دونوں ہی کوششوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔

مسٹر رام ولاس پاسوان کی جنتادل کو تقسیم کرنے اور ایک نئی پارٹی بنانے کی اس خواہش کے پیچھے کیا عوامل اور کیا سیاسی خواہشات ہیں ان کا واقعی خلاصہ ہونے میں ابھی کچھ وقت لگے گا لیکن بعض سیاسی مبصرین کی اس رائے کو اگر مان لیا جائے کہ اس تقسیم کی پشت پر بی جے پی کی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کارفرما ہے تو شاید یہ بات کوئی بعید از قیاس بھی نہیں ہوگی۔ گذشتہ ایک برس پہلے جنتادل کو این ڈی اے کا حصہ بنا دینے کی سب سے زیادہ وکالت مسٹر رام ولاس پاسوان نے ہی کی تھی اور اب ایک بار پھر انھوں نے صاف لفظوں میں این ڈی اے کے لیڈروں کو یہ یقین دلایا ہے کہ ان کی "جن شکتی پارٹی" بدستور این ڈی اے کا حصہ بنی رہے گی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس پردہ زنگاری میں کوئی دوسرا ہی معشوق کام کر رہا ہے اور چونکہ مسٹر پاسوان کی سیاسی خواہشات کافی طویل ہیں اس لیے ان کے لیے استعمال ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

بی جے پی کی یہ شروع سے ہی تکنیک رہی ہے کہ اس کے معاون زیادہ سے زیادہ کمزور رہیں۔ این ڈی اے حکومت میں شامل پارٹیوں میں سب سے زیادہ طاقتور جنتادل ہی تھا اس نے پہلے سماجوادی پارٹی کو اس سے علیحدہ کر کے اور اب اس کو مزید تقسیم کرا کے [illegible]

[illegible]

انوار احادیث

حضور اکرم ﷺ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک جائے نماز پر بیٹھے رہتے تھے (مسلم شریف)

حضرت انس کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر بیٹھ کر طلوع آفتاب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہا پھر دو رکعت نماز (اشراق کی) پڑھی تو اس کے لیے ایک کامل حج و عمرہ کا ثواب ہے (ترمذی شریف)

میں سرگرم سیاست میں لوٹنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا

سابق وزیر اعظم وشوناتھ پرتاپ سنگھ کا انٹرویو

[illegible]

میرے لئے سبھی پارٹیاں برابر ہیں

یوپی کے گورنر مسٹر وشنو کانت شاستری کا انٹرویو

[illegible]

یونیسیف کی شکشا پریوجنا اسکیم اور مسلمانوں پر اس کے مضر اثرات

اسکولوں میں لازمی طور پر پڑھایا جانے والا ترانہ

صفحۂ روزگار

انٹرنیٹ میں روزگار کے روشن امکانات

روزگار کے امکانات

تجارتی سرگرمیاں

بقیہ: کولمبس سے پہلے ہی ...

دہلی میں مہابھارت عہد کی بستیوں کی دوبارہ تخلیق

ہندوتوکی ن

مغربی بنگال کے سیلاب سے متاثر ہونے

جمعیۃ علماء مہاراشٹر کے نمائندے مولا

سے آنکھوں کی روشنی واپس

۸ سالہ لڑکے نے بزرگ کو گولی ماری

دولت کو دو بیویوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ

دنیا کی معمر ترین عورت کا انتقال

سورج کی توانائی سے چلنے والا لیمپ

عالمی خبریں

بنگلہ دیش میں پاک سفارتکار برطرف

[illegible]

جہادی تنظیمیں عوام کے خلاف

[illegible]

ایران میں اسکولوں میں خود کفیل

[illegible]

انڈونیشیا میں ۴۰ افراد کی ہلاکت

[illegible]

افغانستان کی مدد کا مطالبہ

[illegible]

فلسطین کیلئے ۷۰ کروڑ ڈالر کی امداد

[illegible]

وزیر شہری ترقیات جگموہن کی تازہ دماغی ترنگ

انگریزی کالم نویس ہرفل سدانی کا تجزیہ

[illegible]

...جارحیت

[illegible]

...وں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے

...مد ایوب اعظمی کی سروے رپورٹ

[illegible]

(باقی صفحہ ... پر)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اہم اعمال

اعتکاف

آخری عشرہ میں اعتکاف ایک اہم [illegible]

اعتکاف کا حق اور حقیقت

[illegible]

شب قدر میں ساری رات جاگنا ضروری نہیں ہے جس قدر ہوسکے جاگے، البتہ عادت سے کسی قدر زیادہ جاگنا چاہئے، اس رات کو دوسری راتوں سے فرق اس قدر ہے کہ اس رات میں بہ نسبت اور راتوں کے عبادت میں جی زیادہ لگتا ہے قلب کو غفلت نہیں ہوتی

[illegible]

شب قدر

[illegible]

مسائل اعتکاف

[illegible]

تعاون کی اپیل

[illegible]

خوش آمدید

[illegible]

برکتوں والا مہینہ ہے

[illegible]

اتر پردیش میں اسمبلی انتخابات ٹالنے کی سازش

جمہوریت پر ناقابل برداشت حملہ

معروف انگریزی کالم نویس مسٹر مست رام کپور کی بے لاگ تحریر

الیکشن کمیشن نے آئندہ برس مارچ اپریل میں کئی ریاستوں میں اسمبلی انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ان ریاستوں میں اتر پردیش کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اتر پردیش اسمبلی کے انتخابات زیادہ سے زیادہ ۲۰۰۱ء تک ہو جانے چاہئیں۔ الیکشن کمیشن اسمبلی کی پانچ سالہ مدت ختم ہونے سے چھ ماہ قبل بھی انتخابات کرا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے کمیشن کو اپریل ۲۰۰۱ء میں ہی اتر پردیش کے انتخابات بھی کرا لینے چاہئیں تاکہ وقت اور وسائل کی بچت ہو لیکن الیکشن کمیشن ابھی ایسا نہیں سوچ رہا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی اتر پردیش اسمبلی انتخابات ایک سال کیلئے ٹال دینا چاہتی ہے [illegible]

اترانچل وجود میں آتے ہی معاشی بحران کا شکار

[illegible]

(بقیہ ۹ پر)

علاقہ میوات میں اصلاح معاشرہ کے لئے علماء اور ائمہ حضرات کی بھرپور جدوجہد

(رپورٹ عبدالرحیم بڈیڈوی)

دارالعلوم نذیریہ پونے کا سالانہ جلسہ

جمعیۃ علماء مہاراشٹر کے زیر اہتمام مغربی بنگال سیلاب زدگان کے لئے ریلیف کی روانگی

نوساری کا فساد ایک منصوبہ بند سازش

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ کا بیان

بقیہ: وزارت سے برطرف کیا جائے

بے جے پی کے خود اپنی لیڈر موجود تھے۔ ان میں لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی، اوما بھارتی سمیت سنگھ کی تمام تنظیموں کے بڑے لوگ شامل تھے۔ بابری مسجد کی شہادت کے اگلے دن اخبارات میں حادثہ کے جو فوٹو شائع ہوئے ان میں اوما بھارتی کو اڈوانی جی کا منہ میٹھا کرتے ہوئے صاف دکھایا گیا تھا۔ اس لیے ظاہر ہے یہ تمام حادثہ انھیں بدنہاد لیڈروں کی کمان میں سرانجام دیا گیا تھا۔ سی بی آئی نے بھی جن لوگوں کے خلاف کورٹ میں فرد جرم داخل کیا ہے ان میں اڈوانی، جوشی اور اوما بھارتی کا نام سرفہرست ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لیڈر اجودھیا حادثہ کے پوری طرح ذمہ دار ہیں۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جو لیڈر اجودھیا میں مسلمانوں کی عبادت گاہ کے انہدام کے ذمہ دار ہیں اور ان کے خلاف ایک تحقیقاتی ایجنسی کی طرف سے عدالت میں فرد جرم بھی داخل کر دی گئی ہے وہی آج وزارت کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جس لال کرشن اڈوانی کو ملزم بنایا گیا ہے وہ اسی وزارت داخلہ کے دروبست پر قابض ہیں ان کے خلاف فرد جرم داخل کرنے والی ایجنسی سی بی آئی جس کا ایک حصہ ہے۔ اب ظاہر ہے جب تک اڈوانی جی وزیر داخلہ ہیں یہ ایجنسی ان کے خلاف کیا قدم اٹھا سکتی ہے پھر جتنے لوگ بھی اس معاملہ میں ماخوذ ہیں ان سب کا تعلق سنگھ سے ہے اس لیے سی بی آئی ان لوگوں کے خلاف فرد جرم داخل کرنے کے باوجود قدم قدم پر مسٹر اڈوانی کے چشم و ابرو کے اشاروں کی محتاج ہے۔

جس وقت یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں اس وقت پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس میں اپوزیشن پارٹیوں کا پرزور مطالبہ ہو رہا ہے کہ وزیر اعظم ان تینوں وزراء کو کابینہ سے مستعفی ہونے کے لیے کہیں اور اگر وہ مستعفی نہ ہوں تو انھیں برخاست کر دیں تاکہ سی بی آئی آزادانہ طور پر عدالت میں اپنا موقف پیش کر سکے۔

ہمیں معلوم ہے کہ مسٹر اٹل بہاری باجپئی جو ہر وقت اصولوں کی دہائی دیتے رہتے ہیں وہ نہ ان ملزموں سے استعفیٰ لیں گے اور نہ انھیں برخاست کریں گے بلکہ وہ جس طرح ان وزراء کا دفاع کر رہے ہیں اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود انھیں بھی سی بی آئی کا یہ اقدام پسند نہیں ہے۔ مگر مسٹر باجپئی کو یہ بات بہت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ یہ سراسر انصاف کا خون ہے اور جس سرزمین پر انصاف کا خون کیا جاتا ہے صدیوں تک اسے اس خون کا خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ آج اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے کل جب کرسی ان کے نیچے سے کھسک جائے گی اس وقت انھیں اس کا انجام بھی بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

ہمارے خیال میں اپوزیشن کا یہ مطالبہ سو فیصد درست اور مبنی بر انصاف ہے۔ مسٹر اڈوانی، جوشی اور اوما بھارتی قومی مجرم ہیں۔ انھوں نے ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کے بابری مسجد کی شہادت کے المیہ کی قیادت کرکے ملک کے چہرہ کو داغدار کیا ہے اس لیے ہمارا بھی مطالبہ ہے کہ وزیر اعظم فوراً ان تینوں بدنہاد وزیروں کو برطرف کریں۔ اس سے جہاں ان کے وقار میں اضافہ ہوگا وہیں اقلیتوں میں بھی یہ پیغام جائے گا کہ مسٹر باجپئی واقعی انصاف پسند وزیر اعظم ہیں۔

ہم سو فیصد یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اگر مسٹر باجپئی یہ جرأت مندانہ قدم اٹھالیں تو خود ان کے اقتدار کو بھی استحکام حاصل ہو جائے گا اس لیے کہ یہ ٹولی اندر ہی اندر ان کے اقتدار کو گھن کی طرح کھا رہی ہے۔

بہر حال مسٹر باجپئی کیا کرتے ہیں یہ تو ان کا کام ہے ہم تو صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر انھوں نے اس مبنی بر انصاف مطالبہ پر کوئی توجہ نہ دی تو ان کا انجام بھی انشاء اللہ وہی ہوگا جو ان کے پیش رو مسٹر نرسمہا راؤ کا ہوا ہے۔ اور جس طرح عوام نے انھیں تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا ہے اسی طرح مسٹر باجپئی بھی ایک دن تاریخ کے اسی کوڑے دان میں نظر آئیں گے۔

بقیہ: یوپی اسمبلی انتخابات

چلی پینگ بھی ۱۰ اپریل ۲۰۰۰ء سے شروع ہوئی ہے دستور کی روح اور ووٹروں کی ہدایت کی واضح طور سے خلاف ورزی کر رہی ہے۔ اگر اس دلیل کو مان کر انتخابات کو ٹالا گیا تو مستقبل میں بعنوان معلق اسمبلیوں کی حالت میں بدعنوان طریقوں سے بنی ہوئی حکومتوں کو صدر راج کا سہارا لے کر پانچ یا آٹھ دس سال تک زندہ رکھنے کی روش کرنے کا موقع مل جائے گا جو نہ صرف ہمارے جمہوری دستور بلکہ ہندوستان کی جمہوریت پر ناقابل برداشت حملہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ◻◻

بقیہ: سیلاب زدگان

قرآن شریف ساتھ لیے آئی تھیں تاکہ اگر پانی میں بہہ کر خراب نہ ہو جائے اس کو اپنے سینے سے لگائے رکھا لیکن جب دریا کی موجوں نے ان کو موت کی آغوش میں لے لیا تو تین روز تک رات ان کی لاش پانی میں تیرتی رہی اور قرآن مجید بھی ان کے ساتھ رہا مگر حیرت انگیز طور سے قرآن کریم کو سیلاب کے بعد کھول کر دیکھا گیا تو اس کے اوراق بالکل سوکھے تھے۔ کہیں پانی کا نشان تک نہیں تھا۔ قرآن مقدس کا ایک کھلا ہوا معجزہ ہے اور عقل رکھنے والوں کیلئے عبرت کا مقام ہے۔ یہ جھلک بستی سے واپسی پر مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے کلکتہ واپس آ گئے۔ متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے درمیان بعض اہم شاہراہیں تا حال زمین سے اس قدر نیچا ہو گئی ہیں کہ مٹی سے بند ہو گئی تھیں جس کو جلد ہی بہانے پر حکومت نے درست کروا دیا ہے بلکہ آمد و رفت بحال کیا گیا ہے۔

مقامی حکام کی سروے رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ کروڑ لوگ متاثر ہوئے ہیں اور ہلاک شدگان کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ ہے جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

حکومت کے اعلان کے مطابق ۱۲۵۰ لوگ مرے ہیں حالانکہ یہ تعداد بالکل غلط ہے۔ حکومت مغربی بنگال ہلاک شدگان کی تعداد کم کرکے ظاہر کر رہی ہے۔ حکومت کی جانب سے ۱۳۰ کروڑ روپیہ ریلیف فنڈ کیلئے اعلان کیا گیا ہے لیکن متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ صرف یہ اعلان کا ہے اور کہیں ملا بھی ہے تو اس کا بڑا حصہ غیر مسلم متاثرین نے اٹھایا ہے۔

چند مسلم علاقوں میں ریلیف کے نام سے صرف ایک ترپال اور پانچ کلو چاول بھی تقسیم کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت نے کیا دیا ہے۔ حکومت کے کارندوں کا رویہ جانبدارانہ ہے۔ جہاں یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ جمعیۃ علماء ہند اپنی سابقہ روایات کے مطابق مظلوموں کی مدد میں ہر موڑ پر کھڑی نظر آتی ہے امارت شرعیہ بہار نے بھی گذشتہ دنوں میں ریلیف ورک کیا ہے۔

مغربی بنگال کا حالیہ سیلاب اتنا بھیانک اور خطرناک تھا کہ گذشتہ ایک صدی میں ایسا دردناک منظر اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا تھا جس میں یکلخت ریاست کے آٹھ اضلاع بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ جن جن علاقوں میں ہم لوگ پہنچے اور ریلیف ورک کی معلومات حاصل کیں تو وہاں کے لوگوں نے جمعیۃ علماء ہند کا شکریہ ادا کیا لیکن ایک کمی یہ محسوس ہوئی کہ قوم کے افراد میں جذبہ کم پایا گیا ورنہ کام مزید بہتر ہو سکتا تھا۔ تمام متاثرہ علاقوں میں اگر یکجا ہو کر ریلیف تقسیم ہوئی ہے تو وہ جمعیۃ علماء ہند کی ہے جس کا تسلسل ہر گھر میں پہنچا ہے۔ اس اقدام پر مولانا صدیق اللہ چودھری کے رہے کہ جنھوں نے اپنی محنت اور لگن سے مشکل ترین کام اپنے ساتھیوں کے ذریعہ سے بحسن و خوبی انجام دیا ہے وہ قابل مبارکباد ہیں۔

جہاں مولانا موصوف کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں وہیں اس بات کا بھی تذکرہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے آرگنائزر محترم مولانا تسلیم الدین صاحب قاسمی نے اپنی محنت و لگن کی انمٹ چھاپ چھوڑی ہے کہ اکثر علاقوں میں ان کو بھی لوگ مولانا صدیق اللہ کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ چونکہ مولانا تسلیم الدین صاحب قاسمی نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے اور ریلیف تقسیم کرنے کی ذمہ داری اور لوگوں کی مصیبت دیکھنے کیلئے مولانا صدیق اللہ صاحب کی معیت میں پورے بنگال کا دورہ کرکے ریلیف کو مستحقین تک پہنچایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کو ایسے ہی فعال متحرک اور بے لوث خدمت گزار عطا فرماتے رہیں جب جس طرح ملت کی رہنمائی و مدد کی ضرورت ہو آگے آئیں اور قوم کی قیادت فرمائیں۔ آمین۔ ◻◻

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 11/12 December 2000
15- 21 DEC 2000
R. N. I. NO. - 38068/82

منظر پس منظر

غیر ملکی میڈیا / اخبار ی صنعت

مخالفت کیوں ؟ صحت مند مقابلہ

غیر ملکی میڈیا

اخباری صنعت

مخالفت کیوں

صحت مند مقابلہ

یوجنا اور روزگار سماچار کو بند نہ کیا جائے

اردو اخبارات ورسائل کو اشتہارات دیئے جائیں

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ کا مطالبہ

خریدار حضرات توجہ فرمائیں

۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء

مینجر